ولادت پر سرکاری تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ دوسری طرف آر ایس ایس نے رام جنم بھومی
مندر کا مسئلہ بنیاد بنا کر لیا گیا۔ اور شیلا پوجا جلوس نکالے گئے ووٹ حاصل
جا بجا ووٹوں میں حاصل کر لئے گئے۔ مگر عوامی ... بھی ... کانگریس کے
موجودہ کرتا دھرتاؤں نے بد قسمتی سے سمجھا تھا۔ سب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ
یہ محض ووٹ بینک پر اقتدار پانے کے حربے ہیں۔ ہندو کارڈ اور مسلم کارڈ کھیلا جاتا
ہے اس کے علاوہ ان کی کوئی اصلیت نہیں ہے ـــ

انتخابات ہوئے گو ان میں بھی تشدد کی حدود کو پھلانگ چکا تھا۔ سیکڑوں
انسان مرے، پولنگ بوتھوں پر قبضے کے واقعات رونما ہوئے، گولیاں چلیں۔ سب کچھ ہوا لیکن
کانگریس کی کوئی چال کامیاب نہ ہو سکی۔ شمالی ہندوستان کے عوام نے کانگریس کو
ہندو مت کی طاقت سے یکدم مسترد کر دیا۔ کانگریس اقتدار سے محروم ہو گئی۔ اور
حزب مخالفت کا اتحادی گروپ کامیاب ہو گیا۔ راجیو گاندھی وزیر اعظم سے
سابق ہو گئے۔ اور راجہ وشو ناتھ پرتاپ سنگھ ہندوستان کے نئے وزیر اعظم
بن گئے۔ ملک کے عوام نے چین و راحت کی سانس لی اور ملک سے گویا کرپٹ
دور ہوا، یا رد و بستی ختم ہو گئی۔

نئی صبح کا آغاز ہوا ـــ راجہ وشو ناتھ پرتاپ سنگھ نے حکومت کی
عنانِ سنبھالتے ہی ملک کو صاف ستھرے اور عوامی فلاح و بہبود کے بے مزین نظام
رائج کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ پورا پورا انصاف کرنے کے لئے۔
اقدامات عمل میں لانے کو کہا ہے۔ پنجاب اور بابری مسجد / رام جنم بھومی جیسے
خوفناک اور پیچیدہ مسائل کو آپسی صلاح و مشورہ بھائی چارگی کے ساتھ
سلجھانے کا یقین دلایا ہے۔

انھوں نے اپنی کیبنٹ میں جو وزراء شامل کئے ہیں ان میں زیادہ تر ایماندار و مستعد عمل اور عوامی مسائل سے باخبر ہیں۔ عوام کے لئے بھی وہ تقریباً قابل قبول ہی ہیں۔ وزارت داخلہ کے لئے جو ان کا انتخاب ہے وہ ہر طرح لائق ستائش اور مظلوم مسلم اقلیت کے لئے تو بڑا ہی خوشی و مسرت، راحت و اطمینان کا باعث ہے۔ مفتی محمد سعید راجیو گاندھی وزارت سے فرقہ وارانہ فساد کی شدت کے خلاف احتجاجاً علیحدہ ہوئے تھے۔ وزیر داخلہ کی صورت میں یقیناً ملک و قوم کے لئے وہ مفید ثابت ہوں گے۔

آزاد ہندوستان کی تاریخ میں وزارت عظمیٰ کے بعد سب سے بڑا عہدہ پہلی مرتبہ ایک مسلمان کو دینا راجہ وشوناتھ پرتاپ سنگھ کی مسلم اقلیت کے تئیں اعتماد و ہمدردی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ اور اس کے لئے مسلم اقلیت ان کے لئے دعا گو ہے۔ خداوند تعالیٰ راجہ وشوناتھ پرتاپ سنگھ کی حکومت کو مکمل استحکام عطا کرے اور ان کی راہ میں جو بھی کانٹا یا روڑہ حائل ہو اسے دور فرما، ملک کا ہر بہی خواہ اس دعا پر آمین کہے گا۔ ایسا ہمارا یقین ہے۔

ادارہ برہان راجہ وشوناتھ پرتاپ سنگھ کو وزارت عظمیٰ اور جناب مفتی محمد سعید کو وزارت داخلہ پر فائز ہونے پر تہہ دل سے نیک خواہشات کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی اور

سماجی وسیاسی اصلاح

اقتیاز احمد اعظمی، مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

پیدائش اور حالاتِ زندگی :-

شاہ ولی اللہ کی پیدائش نہایت ہی معزز اور علم پرور گھرانے میں ۱۱۱۴ھ بروز چہارشنبہ مطابق ۱۷۰۳ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ کا نام احمد، کنیت ابوالفیاض اور تاریخی نام ولی اللہ، آپ کے والد محترم شیخ عبدالرحیم ابوالفیض ایک بزرگ اور صاحب علم شخص تھے۔ شاہ صاحب کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے ہوا۔ آپ کو نہایت مشفق اور علم دوست باپ نصیب ہوا۔ جنہوں نے آپ کی تعلیمی واخلاقی نشو ونما اور افزائش کی برابر کوشش کی۔ آپ نے اصول فقہ، تفسیر، حدیث، فلسفہ، اور صرف ونحو جیسے علوم حاصل کئے۔ ان مضامین سے متعلق بے شمار اور متعدد کتابیں آپ کے زیر مطالعہ رہیں۔ آپ اپنے والد محترم سے مشکوٰۃ، بخاری، شمائل ترمذی، اور تفسیر مدارک وبیضاوی کا درس لیا کرتے۔ والدِ محترم نے اپنے ہونہار اور صاحب ذوق علم وفن فرزند کو مختلف علم وہنر سے واقف کرانے میں اہم رول ادا کیا۔ اس طرح شاہ صاحب نے علمی

بان میں کمال حاصل کیا اور اپنے وقت کے تمام مروجہ علوم کو حاصل کرنے کی کوشش
چنانچہ طب منطق اور حکمت میں بھی عبور حاصل کیا۔
اخلاق عادات سے آپ کی شخصیت نمایاں و ممتاز تھی۔ انکساری و خاکساری کا
وہ آپ کے پورے وجود میں عیاں تھا۔ مزاج و طبیعت میں سادگی تھی، آپ ہر ایک
کے لئے دلجو ہستے۔ ہر فرقہ اور مسلک سے تعلق رکھنے والے فرد سے خندہ پیشانی
و بشاش کیفیت سے ملتے، چنانچہ ہر ایک فرد آپ سے بھی اسی طرح ملتا اور تعظیم
و تکریم کرتا۔ نہایت ہی جوانمرد اور اولوالعزم آپ کی ذات تھی، ہر ناگہانی حالت
میں صبر و استقامت اور بلند ہمتی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیتے۔

سماجی و سیاسی حالت:-

سماج و معاشرہ شرک و بدعات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ہر چہار جانب ذہنی،
فکری، اور مذہبی گمراہیوں کا چلن تھا۔ سماج کا ہر فرد اور ہر کوئی ان برائیوں میں مبتلا
تھا۔ امراء و رؤساء کا طبقہ عیش پسندی اور آرام طلبی اور شرک و بدعات جیسی گھناؤنی
و تباہ کن بیماریوں میں لت پت تھا۔ اس صورت حال کی تصویر کشی سید ہاشمی
فرید آبادی نے اس طرح کی ہے۔

"ہندوستان کی دولت و ثروت نے خود اس طبقہ کے امراء کو نہایت
عیش پسند اور تن آسان بنا دیا تھا..... ہم ان امیروں کی ساری
کوشش و قابلیت ادنیٰ اغراض کے لئے سازش اور ریشہ دوانی
میں صرف ہوتے دیکھتے ہیں، انقلاب سلطنت اور حصول بادشاہی
تو درکنار کسی مسلمان امیر کو اپنے اپنے مقام پر علانیہ خود مختاری
کا اعلان کرنے کی بھی جسارت نہ ہوئی۔ اور اس عرصہ میں ادھر

"تو نظم ونسق کی اندرونی خرابیاں بڑھتی رہیں اور حکمراں طبقہ کے افراد سے انتظام حکومت اور اشتراک عمل کی صلاحیت ہی رفتہ رفتہ مفقود ہوگئی" (تاریخ دعوت وعزیمت ۵ ص ۱۶۲)

امراء کی اس عیاشی، عیش وعشرت، دنیا طلبی، اور حرص مال ودولت کے باعث اسلامی سماج و معاشرہ اخلاق و دین سے کوسوں دور چلا گیا۔ گمراہی وضلالت اخلاقی گراوٹ و پستی اور بدعات وخرافات جیسی لعنت آمیز اشیاء کا معاشرہ وسماج منبع ہوا، کون سا ضلالت و گمراہی، اور شرک وبدعات کا دریا رہا ہو، جس میں سماج کے ہر فرد نے غوطہ زنی نہ کی ہو، اور کون سی ایسی بدعات وخرافات، شرک اور خلاف عقیدہ حرکت تھی جس کا چلن سماج میں نہ موجود ہو۔ بزرگوں کے نام پر قربانیاں کرنا، مزارات کا طواف کرنا، پھول کی مالائیں چڑھانا، چراغاں کرنا، اور وہاں پر بازار اور میلے لگانا، مشائخ کے لئے سجدۂ تعظیم کرنا، اور قبروں پہ جاکر دعا ومناجات کرنا۔ یہ وہ تمام برائیاں تھیں جو پورے سماج و معاشرہ کے رگ وریشہ میں سرایت کرچکی تھیں۔ منجملہ سماج کا ہر فرد اور سوسائٹی کا ہر شخص اسلامی عقیدہ وتعلیم سے دور جاگرا تھا۔ اور شرک وبدعات اور خرافات کی کھڈ میں ڈوبا ہوا تھا۔

سیاسی صورتِ حال اور بھی ابتر تھی، عہد مغلیہ کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اس کی شان وشوکت کا دیا بجھنے والا تھا۔ سیاسی محل منہدم ہونے کے قریب تھا۔ اور مغلیہ تاج کسی اور کو اپنے اوپر بٹھانے کے لئے تیار تھا۔ ہر سمت انارکی، خلفشار... بدامنی اور بدحالی وعدم اطمینانی کی سی کیفیت وسماں بنا ہوا تھا۔ ایک جانب اورنگ زیب کی وفات کے بعد اس کے لڑکوں میں آپسی رسہ کشی اور چپقلش کا آغاز ہوا جس کے باعث سلطنتِ مغلیہ کی بنیان مرصوص میں ارتعاش وکپکپی پیدا ہوگئی، اور سیکڑوں سال کا تیار کردہ اسلامی وسیاسی محل منہدم ہونے کے قریب ہوگیا۔ مسلمان مختلف

سبقوں اور سیاسی گروہ بندیوں میں منقسم ہو گئے۔ اس طرح ایک طرف مسلمان حکمراں طبقے نے اپنے پیر پر کلہاڑی خود چلانے کا کام انجام دیا، اور دوسری جانب اغیار نے اس وقت کو اپنے مفاد و حق میں غنیمت جانا۔ ایک طرف سے انگریزوں کا ہندوستان میں دخول اور ان کی ریشہ دوانیوں و مکاریوں کا دور دورہ تھا۔ اور ادھر ہندو ازم، سکھ ازم، اور مرہٹوں کی آوازیں مسلمان حکومت کے خلاف اٹھنے لگی، سکھوں کے ظلم وستم کا طوفان اتنا تیز وتند تھا کہ جس سے مسلمان خوفزدہ وہراساں تھا، یہاں تک کہ معصوم بچے، اور حاملہ مسلم عورتیں ان کے ظلم وستم کا نشانہ بن جائیں۔ ہر جانب قتل وخونریزی کا بازار گرم کئے ہوئے تھے۔ مشہور مورخ طباطبائی اس سنگین صورت حال کی یوں تصویر کشی کرتے ہیں کہ "اہل اسلام کے گاؤں اور آبادیوں پر جہاں کہیں قابو پاتے ان پر چڑھ دوڑتے اور باشندوں میں سے جس کسی کو پاتے، خواہ وہ چھوٹے کمسن بچے ہی کیوں نہ ہوں، فساد اور بطش شدید وجباریت کا یہ عالم تھا کہ حاملہ عورتوں کا پیٹ چاک کرکے بچہ کو باہر نکال کر مار ڈالتے تھے۔" مل

مرہٹوں کا ظلم وستم کچھ کم نہ تھا۔ انہوں نے "برزگی" نام کی ایک تحریک چلائی یہ نام لوگوں کے ذہنوں میں اتنا خطرناک محسوس ہونے لگا کہ سنتے ہی مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ اس تحریک نے ظلم وستم، خلفشار وانتشار، قتل وغارتگری اور عدوان وسرکشی کا جو بازار گرم کر رکھا تھا۔ کہ پورا ملک تباہی وبربادی کے دہانے پر پہنچ گیا۔ خود دار الحکومت دہلی ان کی شورش سے مامون ومحفوظ نہ رہ سکا۔ اکثر اس پہ یلغار وحملے ہوا کرتے، الغرض یہ جہاں کہیں مسلم آبادی پاتے اسے

مل خلاصہ "بحر ملتہ الفرید"، ج ۴، ص ۱۵۰، بنگلور ۱۹۴۶ء -

[illegible] اس طرح ایک جانب پنجاب میں سکھوں [illegible] ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا، اور ان کی جانب سے انتشار و خلفشار اور عصبیت و بربریت کا طوفان امڈا چلا آرہا تھا، اور دوسری جانب جنوبی ہند میں مرہٹوں نے پورے ہند کو تباہی و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔

یہ وہ سماجی اور سیاسی ابتری کی کیفیت و حالت تھی جس میں شاہ ولی اللہ جیسی عظیم صاحب علم، اور جرأت و ہمت کی حامل شخصیت زندہ تھی۔ انہوں نے سماجی و سیاسی اصلاح کی جانب رخ کیا اور حتی الامکان اس سماجی و سیاسی بحران وابتری کو دور کرنے کی کوشش کی۔

سماجی اصلاح:-

مسلم سماج میں جو غیر معقول بدعات و خرافات نے جنم لے رکھا تھا۔ چہار جانب جو ان کے مظاہر و نمونے نظر آرہے تھے۔ اس کی خاص وجہ قرآن و سنت سے بے اعتنائی ولاپرواہی تھی۔ اور اسلامی عقائد و شرائع سے عدم التفات اور ناواقفیت تھی۔ قرآن جیسی عظیم رہنما کتاب سے رہنمائی حاصل کرنے اور اسے سمجھنے سے بے اعتنائی برتی جارہی تھی۔ بلکہ اس کلام پاک، جو لوگوں کی رہنمائی ورہبری، اور سمجھنے و ادراک کرنے کے لئے آیا ہے، سے متعلق یہ وہم و گمان اور شیطانی وسوسہ لوگوں، بلکہ پڑھے لکھے حضرات کے اذہان میں سرایت کر گیا تھا کہ یہ کتاب عام لوگوں کی فہم و سمجھ سے باہر ہے اور خدا کے اس قول سے "هو الذی بعث فی الأمیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة وإن کانوا من قبل لفی ضلال مبین" الآیة،

یعنی ایک امی و جاہل قوم میں سے ایک جاہل ہی فرد کو نبی بنا کر ان میں بھیجا جو ان

کے سامنے اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے ان لوگوں کا تزکیہ کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم سکھاتا ہے جبکہ وہ تمام لوگ اس سے قبل صریح جہالت و نادانی میں تھے۔ اور "ولقد یسرنا القرآن فهل من مدکر" الآیہ" قرآن کو ہم نے آسان کیا، ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا، پوری مسلم سوسائٹی اس کتاب الٰہی کے ساتھ یہ نا روا سلوک اختیار کئے ہوئے تھی۔ قرآن کا سمجھنا، اس پر غور و فکر کرنا، اور اسے اپنے لئے مشعل ہدایت بنانا تو دور کی بات رہی، اس سے دوری و نفرت کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ شاہ صاحب اس کے لئے ہمیشہ متفکر رہتے، چونکہ آپ کو اس حقیقت سے آگہی تھی کہ خرافات و بدعات کی اصل وجہ یہی ہے کہ قرآن سے ان کی عقلیں کافی دور ہو چکی ہیں، اسلامی عقائد و نظریات ان کے اذہان سے محو ہو چکے ہیں۔

لہٰذا سب سے قبل آپ نے یہ سوچا کہ قرآن کا آسان انداز میں ترجمہ ہونا چاہیئے کیونکہ قرآن ہی رہنمائی و ہدایت اور شرک و بدعات سے نجات دہندہ ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ آنجناب نے ترجمہ کے بارے میں اپنی تفسیر "فتح الرحمٰن" میں لکھتے ہیں۔

"یہ زمانہ جس میں ہم لوگ موجود ہیں اور یہ ملک جس کے ہم باشندہ ہیں اس میں مسلمانوں کی خیر خواہی تقاضا کرتی ہے کہ "ترجمۂ قرآن سلیس اور با محاورہ فارسی میں بغیر اظہار فضیلت اور عبارت آرائی کے اور متعلق قصوں اور توجیہات کے ذکر کئے بغیر کیا جائے۔ تاکہ عوام و خواص یکساں طور پر سمجھ سکیں اور چھوٹے بڑے سبھی معانی قرآن کا ادراک کر سکیں، اس لئے اس اہم کام کا داعیہ فقیر کے دل میں ڈال دیا گیا اور اس کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔" [1]

---

[1] تاریخ دعوت و عزیمت ج ۵ ص ۱۲۶، سید ابوالحسن علی ندوی۔

شاہ صاحب نے قرآن ہی کے متعلق ایک کتاب الفوز الکبیر کے نام سے لکھی جس میں علوم قرآنی مباحث پر تفصیلی بحث کی اور قرآن کے اسرار و رموز پر نظر ڈالی ہے۔

معلوم ہوا کہ سُنّت رسول اور حدیث نبوی کی حقیقت و اہمیت سے آگاہ کرنے اور احکام سُنّت سے لوگوں کو باخبر کرنے کی برابر کوشش و جد و جہد شاہ صاحب کی جانب سے ہوتی رہی۔ آپ نے حدیث کی تعلیم و تدریس اور افہام و تفہیم کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ عوام اور طلبہ کو اسوۂ رسولؐ اور سُنّت رسولؐ کی اتباع کرنے اور اسے سرچشمۂ ہدایت بنانے کی جانب برابر توجہ دلاتے رہے۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں حدیث نبویؐ کی اہمیت کا ذکر یوں کیا ہے۔

"ان عمدة العلوم اليقينية ورأسها، ومبنى العلوم الدينية وأساسها، هو علم الحديث الذي يذكر فيه ما صدر من افضل المرسلين صلى الله عليه وسلم واصحابه اجمعين من قولٍ او فعلٍ او تقريرٍ، فهي مصابيح الدجى ومعالم الهدى وبمنزلة البدر المنير، من انقاد لها ووعى فقد رشد واهتدى، واوتي الخير الكثير، ومن أعرض وتولى فقد غوى وهوى، وما زاد نفسه الا التخسير، فانه صلى الله عليه وسلم نهى وأمر، وانذر وبشر، وضرب الأمثال وذكر، وانها لمثل القرآن او اكثره" [1]

---

[1] مقدمہ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ ص ۲۔

طلبہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ان طالبان علم سے کہتا ہوں جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں کہ نا سمجھ بندو! تم یونانیوں کے علم فلسفہ اور صرف و نحو معانی کے دلدل میں پھنس کر رہ گئے، تم نے سمجھ لیا کہ علم اسی کا نام ہے۔ حالانکہ علم یا تو کتاب اللہ کی آیت محکم ہے، یا رسول اللہ کی سنت ثابتہ، تمہیں چاہئے تھا کہ تمہیں یہ یاد رہتا کہ رسول اللہؐ نے کیسے نماز پڑھی، آپ کیسے وضو فرماتے تھے، قضائے حاجت کیلئے کس طرح جاتے تھے، کیسے جہاد کرتے تھے، آپؐ کا انداز گفتگو کیسا تھا۔ حفظِ لسان کا طریقہ کیسا تھا، تم آپؐ کے اسوہ پر چلو اور آپؐ کی سنت پر عمل کرو، اس بناء پر کہ وہ آپ کا طریقِ زندگی اور سنت نبوی ہے، اس بناء پر نہیں کہ وہ فرض و واجب ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم دین کے احکام و مسائل سیکھو، باقی سیر و سوانح اور صحابہ و تابعین کی وہ حکایات جو آخرت کا شوق پیدا کریں تو وہ ایک تکمیلی چیز اور امر زائد ہے، اس کے مقابلے میں تمہارے مشاغل اور جن باتوں پر تم پوری توجہ صرف کرتے ہو، وہ آخرت کے علوم نہیں ہیں، دنیاوی علوم میں ہا" ۱ے

شاہ ولی اللہؒ نے حدیث کی اہمیت اور مسلم سماج دسوسائٹی کے لئے سنتِ رسولؐ کی افادیت سے ہر مسلم خاص و عام کو واقف کرانے کے لئے برابر کوشاں رہے۔ آپ نے احادیثِ نبویہ کی اہمیت و افادیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ

۱ے۔ تاریخ دعوت و عزیمت، سید ابوالحسن علی ندوی ج ۵ ص ۱۸۸۔

احادیث قولِ رسولؐ، فعلِ رسولؐ اور تقریر رسولؐ کی سچی تصویر پیش کرتی ہیں
تاریکیوں میں چراغ رشد و ہدایت کی نشانیاں اور راہ کا ملک کا نشان ہیں، لہٰذا
جس کسی نے ان کی اتباع کی اور حفاظت کی وہ رشد و ہدایت سے ہمکنار ہوگا اور
بے پناہ کامیابیوں اور بھلائیوں سے لیس ہوگا۔ اور جس نے ان سے روگردانی اور
پیٹھ پھیری کی بس وہ گمراہ اور ناکام ہوا، اور اس کے لئے سوائے نقصان کے اور کچھ
نہیں۔ ان احادیث میں نبیؐ نے کسی فعل سے منع اور کسی کا حکم دیا ہے۔ بعض باتوں سے
ڈرایا اور بعض کی خوشخبری دی ہے۔ اور مختلف واقعات و حادثات کو بیان کرکے
تذکیر کی ہے گویا ان کی اہمیت قرآن جیسی ہے یا اس سے بھی زیادہ۔"

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے شرک و بدعات کو ختم کرنے اور معاشرے میں
اسلامی عقیدہ کی سچی تصویر پیش کرنے کی برابر جد وجہد کی، انہوں نے اپنی مثالی
کتاب "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں لکھا کہ:-

> "شرک یہ ہے کہ ما سوا اللہ کے لئے ان صفات کو مانا جائے جو خدا
> تعالیٰ کے ساتھ مختص ہوں، مثلاً عالم کے اندر تصرفات ارادی
> جس کو کن فیکون سے تعبیر کرتے ہیں، یا علم ذاتی جس کا اکتساب
> نہ ہو، جو اس کے ذریعے ہو نہ عقل کی رہنمائی سے، اور نہ
> خواب اور الہام وغیرہ کے واسطے سے، یا مریضوں کو شفا دینا،
> یا کسی شخص پر لعنت کرنا اور اس سے ناراض ہونا جس کے باعث
> اس کو تنگ دستی اور بیماری اور شقاوت گھیر لے، یا رحمت بھیجنا
> جس سے اس کو فراخ دستی، تندرستی اور سعادت حاصل ہو۔" ؎

؎:- الفوز الکبیر ترجمہ مولوی رشید احمد انصاری ص ۷-۸

الغرض شاہ ولی اللہ نے مسلم سماج و معاشرے کی برائیوں اور بگڑتے ہوئے
خرافات اور مختلف غیر معقول رسم و رواج کو ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ مسلم سوسائٹی
کے بگڑے ہوئے حالات اور عقیدے میں، جو خلل پیدا ہو گیا تھا۔ برابر ان کی
اصلاح کے لئے متفکر رہے۔ انہوں نے امور زندگی اور اس کے تمام پہلوؤں کو مسلم
افراد کے سامنے پیش کیا۔ کسب معاش کا طریقہ، تبرع و تعاون، تد[illegible]، مسئلہ
خلافت، حجاب و آداب طعام، اور آداب صحبت اور علامت قیامت
میں بھی انہوں نے غیر معمولی کام کیا۔ گویا امام ابن تیمیہؒ کے مانند شاہ صاحب
شخصیت نمایاں اور مصلح ملت کی حیثیت سے نظر آتی ہے۔

سیاسی اصلاح :-

سماجی اصلاح کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب نے سیاسی خلفشار و انتشار کو دور
کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ انہوں نے سب سے قبل مغل حکمرانوں کو ان کی ذمہ داریاں دلائی
اور اسلامی حکومت کے واجبات سے آگاہ کیا۔ مسلم حاکم کو کن اخلاق و صفات کا
حامل ہونا چاہئے اور اسلامی سلطنت میں کن صفات کی حامل شخصیات کو ہونا چاہئے۔
اسلامی حکومت میں ہر فرد کو اخلاق حسنہ اور اوصاف جمیلہ سے متصف ہونا چاہئے
ایک جگہ وہ کہتے ہیں:-

> • قاضی اور محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جائے، جن کو رشوت
> ستانی کی تہمت نہ لگی ہو اور مذہب اہل سنت والجماعت کے
> ہوں، نیز یہ کہ ائمہ مساجد کو اچھے طریقے پر تنخواہ دی جائے، نماز باجماعت
> کی حاضری کی تاکید کی جائے، اور اس کا پورے اہتمام کے ساتھ
> اعلان کیا جائے کہ رمضان کی بے حرمتی نہ ہونے پائے۔ آخر میں

یہ کہ بادشاہ اسلام اور امرائے عظام جیسا کہ عیش و عشرت میں مشغول ہو رہے ہیں، گذشتہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں اور آئندہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ اگر ان کلمات پر عمل کیا جائے تو بہت امید ہے کہ بقائے سلطنت میں تائید غیبی اور نصرت الٰہی میسر ہو گی۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب : سلہ

ایک جگہ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اگر ان کلمات کے بموجب عمل کریں گے تو امور سلطنت کی تقویت، حکومت کی بقاء اور عزت کی بلندی ظہور پذیر ہو گی۔

آپ مغل حکرانوں کو برابر پند و نصائح، خدا اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے اور اسلامی اصول و شرائع پر عمل کرنے کی برابر تلقین کرتے رہے۔ خدا و رسول کی اطاعت اور صبر و توکل کرنے ہی سے حکومت کی بقا ممکن ہے، یہی پیغام آپ کا برابر رہا۔ شاہ صاحب نے حضرت ابوبکرؓ کی وہ نصیحت سنائی جو انہوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بناتے وقت ان کو کی تھی۔

"خلیفہ کو بھی عجیب عجیب مشکلات درپیش ہوتی ہیں، اعدائے دین کی طرف سے بھی اور موافقین کی طرف سے بھی، ان تمام مشکلات کا بس ایک ہی علاج ہے کہ مرضیات حق کو اپنا نصب العین بنا کر حق تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جائے۔ اور اس کے غیر سے قطع نظر کر لی جائے۔" سلہ

لہ: سیاسی مکتوبات ص ۸۰، ۸۱

لہ:۔ سیاسی مکتوبات ۱۲۷۔

شاہ ولی اللہؒ نے ایک طرف مغلیہ سلطنت کو نفس پرستی، آپسی دشمنی
اور خدا بیزاری سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ انہیں اپنے سیاسی ذمہ داریوں کی
ادائیگی، عدل و انصاف کو سیاسی میدان میں حاکم و رہنما تسلیم کرنے، اور اپنے آپ
ایک نائب کی حیثیت سے تصور کرنے کی جانب متوجہ کیا۔ سنگین صورت حال، انارکی
و انتشار اور مصیبت کے وقت خدا کی نصرت ایزدی سے مدد اور صبر و ضبط سے
کام لینے کی دعوت دی۔

ولی اللہ صاحبؒ نے اس کے ساتھ ساتھ مختلف امراء اور صاحب اثر لوگوں کو مغلیہ
حکومت کے انتشار و افتراق، سیاسی انارکی، اور غیروں کی ریشہ دوانیوں سے
باخبر کیا۔ اور ان سے مغلیہ حکومت کی گرتی دیوار کی مرمت کرنے کی دعوت دی۔
وزیر مملکت آصف جاہ، نواب فیروز جنگ، نظام الملک احمد شاہ ابدالی، الملک
وزیر میاں نیاز گل خاں، سید احمد روہیلہ، اور نواب عبید اللہ
برابر خط و کتابت کی اور پوری سیاسی صورت حال سے باخبر کرتے رہے۔ دوران
کو مسلمانوں کی حالت زار اور مفلسی سے باخبر کیا۔

نواب نجیب الدولہ کے پاس شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

"خدائے عزوجل امیر المجاہدین کو نصرت غیبی اور تائید واضح کے
ساتھ مشرف فرمائے اور اس عمل کو قبولیت کے درجہ تک پہنچا کر
بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں اس پر مرتب کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت، واضح ہو
کہ نصرت مسلمین کے لئے یہاں دعا کی جا رہی ہے اور سروش غیبی سے
آثار قبول محسوس ہوتے ہیں، امید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ
کے ہاتھ پر دینی جد و جہد کو زندہ کر کے اس کے برکات اس

دنیا اللہ خدمت میں فرماتے ہیں [illegible]

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ [illegible]

" معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تائید وقت کا سامنا اور امداد [illegible] منتظر ہو، یہ کام آپ ہی کے ذریعہ انجام پائے گا۔ اس کارِ خیر کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آپ کسی طرح کے وساوس و خیالات کو دل میں جگہ نہ دیں، انشاء اللہ تمام کام دوستوں کی مرضی اور خواہش کے مطابق انجام پائے گا۔" [1]

ولی اللہؒ نے نجیب الدولہ کو معاشرے کی اصلاح، سیاسی صورت حال کو بہتر بنانے اور غیروں کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کی دعوت دی لیکن اس کے ساتھ میانہ روی رفتار کرنے اور ظلم و ستم سے تعرض کرنے سے بھی منع کیا۔ وہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ:۔

" جب افواج شاہی کا گذر دہلی میں ہو تو اس بات کا پورا انتظام و اہتمام ہو کہ شہر سابق کی طرح ظلم سے پامال نہ ہو جائے۔ دہلی والے کئی مرتبہ لوٹ مار، ہتک عزت، اور بے آبروئی کا تماشہ دیکھ چکے ہیں، اسی وجہ سے مطلب برآری اور مقاصد میں تاخیر پیش آرہی ہے، آخر میں مظلوموں کی آہ بھی اثر رکھتی ہے، اگر اس بار آپ چاہتے ہیں کہ وہ کام جو تشنہ تکمیل تھے، وہ مکمل ہو جائیں، تو اس بات کی پوری تاکید و پابندی ہونی چاہیے کہ کوئی فوجی دہلی کے مسلمانوں اور غیر مسلموں سے جو ذمی کی حیثیت رکھتے ہیں، تعرض نہ کرے۔" [3]

---

[1] [2]:۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۵ ص ۳۰۸، ۳۰۹، سید ابو الحسن علی ندوی

[3]:۔ [illegible] ۳۰۹ [illegible]